❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشوں کا بدانجام

(خلافتِ ثانیہ کے خلاف ہونے والی سازشوں کا ذکر)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (النور:56)

کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لیے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

معزز سامعین! مجھے آج خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشیوں کا بد اور عبرتناک انجام آپ سامعین کے سامنے بیان کرنا ہے۔

لاریب خلافت ایک انعامِ ربانی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت دیکھنے کو ملتی ہے اور یہ دن دونی رات چونی ترقیات کی منازل طے کرتی جاتی ہے۔ اُس کے دور اور زمانے کے مخالفین اِس کی راہ میں روڑے اٹکانے اور اِسے نیست و نابود کرنے کی پوری پوری کوششیں کرتے اور اِسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں مگر وہ اِسے کچھ نقصان پہنچانے کی بجائے خود ذلیل و خوار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ میں قائم للّٰہی خلافت کے خلاف بھی بہت سے لوگ انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر کچھ گروپس اور جماعتیں بھی اُٹھی اور حکومتوں نے بھی اِس خلافت سے ٹکرلی مگر خاک کے سوا کچھ اُن کے ہاتھ نہ آیا اور اِن کے بالمقابل جماعتِ احمدیہ ترقیات کی منازل طے کرتی گئی اور مسلسل طے کرتی چلی جارہی ہے۔ یہاں خلافتِ احمدیہ کے خلاف سازشوں کا بدانجام اختصار کے ساتھ رکھنے جارہا ہوں۔ سب سے پہلے خلافتِ ثانیہ کے خلاف اُٹھنے والے مخالفت کے بادلوں کا ذکر اور مخالفین کے بدانجام کا ذکر کروں گا اور بعد کی خلافتوں سے ٹکر لینے والی حکومتوں اور اُن کے بدانجام کا ذکر آئندہ تقریر میں ہوگا۔ اِن شاء اللہ

پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کا انجام

سامعین! آئیں دیکھتے ہیں خلافتِ احمدیہ کے خلاف پہلی مخالفانہ تحریک اور اس کے انجام کو۔ 1932ء میں بعض مخالفین جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ترقی کو روکنے بلکہ اُسے صفحۂ ہستی سے مٹانے کی دھمکی دے کر میدانِ مخالفت میں اُتر پڑے، حتیٰ کہ صوبہ پنجاب میں برسرِ اقتدار انگریز حکومت حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کے خلاف حرکت میں آگئی اور سراسر ناروا، ناشائستہ اور ناجائز حربوں سے حملہ آوروں کی پشت پناہی کرنے لگی۔ خلافت احمدیہ اور احمدیت کے خلاف اپنی نوعیت کی اس پہلی منظم اور ہمہ گیر مخالفت میں کیسے عروج و زوال آیا اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔ 1932ء میں جب مخالفین ابھی اپنی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور اندر ہی اندر سازش تیار ہو رہی تھی۔ ایک احراری لیڈر نے اظہار کر دیا کہ وہ احمدیوں کو کچل کر رکھ دیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اس کے بارہ میں فرمایا:

”ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ احرار کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے ایک مجلس میں جو صلح کے لئے منعقد ہوئی تھی کہہ دیا کہ ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم احمدیوں کو کچل ڈالیں گے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 9)

مخالفین کی فہرست جن کو نقصان پہنچانا مقصود تھا، میں سب سے اوپر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور پھر جماعت کا وجود تھا۔ خلافت سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے احرار اور گورنمنٹ ہمیشہ اس کوشش میں رہی کہ کسی طرح اس کا خاتمہ کیا جائے جیسا کہ احراری لیڈر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”عنقریب چند یوم میں خلیفۂ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرا دیا جائے گا اور گورنمنٹ سن لے کہ ہم جلدی خلیفۂ قادیان کو قتل کرا دیں گے۔“

(تاریخ احمدیت جلد نمبر 7 صفحہ 386)

اس سے واضح ہو گیا کہ مخالفین کے مدّ نظر خلیفہ اور خلافت ہی تھی جو جماعت احمدیہ کی یکجائیت اور ترقی کی وجہ تھی۔ دوسرا اس سے یہ بھی کھل گیا کہ گورنمنٹ کھلے طور پر لوگوں کا ساتھ دے رہی تھی ورنہ ممکن نہ تھا کہ اس طرح کھلے طور پر عوام میں تقریر کرتے ہوئے کسی کو قتل کی دھمکیاں دی جائیں اور اس پر قانونی گرفت نہ ہو۔ یہ سب کچھ گورنمنٹ اور احرار کی ملی بھگت سے ہو رہا تھا جس کی وجہ سے احراری لیڈر دندناتے پھرتے تھے۔ احراریوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے ہر حربہ استعمال کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں:

1۔ احراریوں نے گورنمنٹ سے مطالبہ شروع کر دیا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے یہ مطالبہ ان کا اپنا نہیں تھا بلکہ ہندو لیڈروں کے ذہن کی پیداوار تھا جس کی تکمیل کے لئے احرار کو استعمال کیا گیا۔

2۔ دوسرا حربہ احرار نے یہ استعمال کیا کہ (معاذ اللہ) بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ پھیلانا شروع کر دیا کہ آپ انگریز کے جاسوس اور خود کاشتہ پودا تھے۔

3۔ تیسرا حربہ احراریوں نے یہ استعمال کیا کہ پراپیگنڈا (propaganda) شروع کر دیا کہ احمدی لوگ درپردہ اپنی طاقت بڑھا کر سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں انہوں نے قادیان میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے جس کے قوانین برطانوی آئین سے مزاحم ہیں۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 389-407)

گویا یہ مخالفت صرف مذہبی نہ تھی بلکہ مذہبی، سیاسی اور اقتصادی تینوں لحاظ سے تھی جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس وقت ہمارے خلاف جو فتنہ ہے یہ صرف مذہبی نہیں، نہ صرف سیاسی اور نہ صرف اقتصادی ہے بلکہ یہ مذہبی بھی ہے اقتصادی بھی ہے اور سیاسی بھی.... تینوں وجوہات کی بنا پر مذہبی، سیاسی اور اقتصادی رنگ میں ہماری مخالفت کی جاتی ہے۔ ہم ہر ایک کے دوست اور خیر خواہ ہیں.... ہماری ترقی کو دیکھ کر سب جماعتیں پریشان ہو گئی ہیں اور ہمارے تباہ کرنے کے لئے متفق ہو گئی ہیں یا پھر موجودہ فتنہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری آزمائش کرنا چاہتا ہے ہم جو روزانہ اس کے سامنے فخر سے کہتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تجھ پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لائے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہیں، اس کے مطابق اب خدا تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس حد تک قربانیاں کرتے ہیں اور ہمارے دلوں میں کتنا ایمان ہے؟“

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 430-438)

قادیان میں احرار کی اشتعال انگیز سرگرمیاں

سامعین! سلسلہ احمدیہ کا مقدس نظام چونکہ ایک واجبُ الاطاعت امام اور ایک فعّال مرکز سے وابستہ ہے اس لیے اس وقت کے احرار اور حکومت دونوں نے جماعت احمدیہ کو پارہ پارہ کرنے کے لئے براہ راست قادیان ہی کو اپنی اشتعال انگیزیوں کی آماجگاہ بنا لیا اور سر توڑ کوششیں شروع کر دیں کہ احمدیوں کے خلاف ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ وہ صبر و تحمّل کا دامن چھوڑ کر قانون شکنی پر مجبور ہو جائیں اور بالآخر ملکی آئین کے ساتھ ایسا کھلا تصادم شروع ہو جائے کہ حکومت کے لیے پہلے حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر اور پھر آپؓ کے بعد قادیان اور اس سے باہر پورے صوبے میں پھیلے ہوئے دوسرے احمدیوں پر ہاتھ ڈالنا آسان ہو جائے۔ اس سکیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے سب سے پہلا اور اہم قدم یہ اٹھایا گیا کہ ابتداء 6 اکتوبر 1933ء کو دو نوجوان قادیان میں صورتِ حال کا جائزہ لینے کے لئے بھیجے گئے پھر

جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ 1933ء میں ہر طرح سے لوگوں کو روکنے اور فساد ڈالنے کی کوشش کی گئی لیکن احمدیوں کے صبر کی وجہ سے احرار کو کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔1934ء کی ابتداء میں قادیان میں احرار کا دفتر قائم کر دیا گیا۔ قادیان میں احرار کے دفتر کی بنیاد جس شخص کے ذریعے رکھی گئی اس کی نسبت اپریل1935ء میں اخبار"زمیندار" نے لکھا کہ "اس نے مسجد کے نام پر لوگوں سے پیسہ جمع کیالیکن حساب کتاب مانگنے پر جواب ندارد۔ بالآخر اعتراف جرم کر کے فرار ہونے کی کوشش کی مگر حوالہ پُولیس ہوا"۔

(تاریخ احمدیت جلد7صفحہ 438-442)

گورنمنٹ کی مخالفانہ سرگرمیاں

سامعین!احرار کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے بھی جماعت کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ڈاک پر سنسر شپ(censor ship) بٹھادی گئی، کسی نہ کسی بہانے وہ حضور رضی اللہ عنہ پر گرفت کرنے پر تُلی ہوئی تھی۔ اُنہی دنوں کا ذکر کرتے ہوئے مکرم شیخ عبد القادر صاحب لکھتے ہیں:

"سر ایمرسن(Sir Emerson)(گورنر پنجاب)حضرت اقدس رضی اللہ عنہ کی خداداد ذہانت اور فراست دیکھ کر حیران تھے۔وہ کہتے تھے کہ یہ عجیب انسان ہے۔ اپنی قوم کو بیدار کرنے اور ابھارنے کے لئے ایسی زبردست تقریر کرتا ہے کہ جو سراسر قابل اعتراض ہوتی ہے مگر آخر میں ایک فقرہ ایسا کہہ جاتا ہے کہ جس سے پہلی تقریر ساری کی ساری ناقابل اعتراض ہو کر رہ جاتی ہے اور ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کر سکتے۔"

(تاریخ احمدیت جلد7صفحہ 457)

قادیان میں احرار تبلیغ کانفرنس

سامعین!احرار اور حکومت پنجاب نے احمدیت کے خلاف مظالم کا جو سلسلہ شروع کر رکھا تھا اس کی ایک کڑی"احرار تبلیغ کانفرنس" جو 21 تا23/اکتوبر1934ء کو منعقد ہوئی تھی۔ یہ کانفرنس جس کا نام"تبلیغ کانفرنس" رکھا گیا تھا شروع سے لے کر آخر تک جماعت احمدیہ اور اس کے امام کے خلاف اشتعال پھیلانے کے لیے وقف رہی اور دشنام آمیز گندی زبان میں شدید حملے کئے گئے یہ کانفرنس محض فساد کے لیے کی گئی تھی۔ احمدیوں کو اس میں جانے سے روک دیا گیا۔ اگر تبلیغی کانفرنس تھی تو احمدیوں کو کھلے عام بلاتے اور پھر سارے لوگ یہ قریباً پانچ ہزار(5000) تھے جو باہر سے آئے ہوئے تھے وہ کسی اَور جگہ بھی اکٹھے ہو سکتے تھے بلکہ اگر لاہور، امرتسر یا جالندھر وغیرہ میں کانفرنس ہوتی تو زیادہ سامعین ہوتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قادیان میں کانفرنس کا مقصد صرف اور صرف فساد تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ مختلف علاقوں میں احمدیوں کو مارا پیٹا گیا، ان پر حملے کئے گئے، پانی بند کیا گیا، مال لوٹ لیا گیا، بائیکاٹ کیا گیا اور قبرستانوں میں احمدیوں کو اپنے مردے دفنانے سے روکا گیا۔

(تاریخ احمدیت جلد7صفحہ 485-537)

قادیان میں فساد کرانے کی شرمناک سازش

سامعین! 8جولائی1935ء کو ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ جس سے آپؓ معجزانہ طور پر بچ گئے۔ صاحبزادہ صاحبؓ پر حملہ کوئی انفرادی نوعیت کا فعل نہیں تھا بلکہ ایک سوچی سمجھی سکیم کا نتیجہ تھا جس کے پیچھے قادیان میں فساد کرنے کی سازش کارفرما تھی۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے12جولائی1935ء کو خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

"وہ حملہ جو شریف احمد صاحب پر کیا گیا ہے ہمیں عقل وجذبات کا توازن قائم رکھتے ہوئے اس کے متعلق سوچنا چاہئے کہ یہ انفرادی فعل تھا یا سازش کا نتیجہ تھا؟ .....جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں اس فعل کی نوعیت بتاتی ہے کہ یہ فعل انفرادی نہیں تھا.....لیکن اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ وہ دشمن جو ہمیں ذلیل کرنا چاہتا تھا دنیا کی نظروں میں ذلیل ہو گیا۔ دشمن کی شدید انگیخت کے باوجود امن قائم رہا۔ گویا صیاد نے جو جال ہمارے لئے بچھایا تھا وہ خود ہی اس کا شکار ہو گیا ہے۔ جب دنیا کے سامنے یہ بات آئے گی کہ اس حملہ سے پہلے ہمیں اس کی اطلاع تھی اور ہم نے حکومت کو اس کی اطلاع دے دی تھی جس نے قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی اور وہ یہ واقعات پڑھے گی کہ ایک ذلیل گداگر جس کی ساری عمر احمدیوں کے ٹکڑوں پر بسر ہوئی ہے، مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ آور ہوا اور احمدی پھر بھی خاموش رہے تو وہ وقت تمہاری فتح کا ہوگا۔"

(الفضل20جولائی1935ء)

احرار کا عبرتناک انجام

سامعین! مخالفینِ احمدیت خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہے تھے کہ ہم احمدیوں کے خلاف ملک گیر شورش برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب عنقریب احمدیت کا نام ونشان مٹا دیں گے کہ اچانک خدا کی بے آواز لاٹھی مسجد شہید گنج کے قضیے کی شکل میں نمودار ہوئی اور ان کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ لاہور میں ایک مسجد شہید گنج تھی جو سکھوں کے قبضے میں تھی۔ 8 جولائی 1935ء میں سکھوں نے یکایک یہ مسجد مسمار کر دی اس کے نتیجہ میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو گئی، پولیس کو گولی چلانا پڑی، مسلمانوں میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا، عام مسلمانوں کا خیال تھا کہ احرار مسلمانوں کی قیادت کے فرائض سرانجام دیں گے مگر احراری لیڈر نہ صرف اپنے دفتر میں آرام سے بیٹھے تماشا دیکھتے رہے بلکہ مسجد پر قربان ہونے والوں کو حرام موت مرنے والا قرار دیا۔ اس سے احراری حقیقت کے رُخ سے نقاب اُٹھ گیا۔ مسلمان ان سے بیزاری کا اظہار کرنے لگے اور سخت سے سخت الفاظ استعمال کرنے لگے۔ نمونے کے طور پر دہلی کے رسالہ ''اسلامی دنیا'' نے جولائی 1935ء میں لکھا:

''مجلس احرار جیسی افتراق انگیز انجمنوں نے ہمیشہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے ایسے ہی غداروں کے ہاتھوں مسلمان ذلیل ہوئے ہیں۔ مجلس احرار کی اس غدارانہ رَوِش کے بعد مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ عطاء اللہ شاہ بخاری کی مجلس احرار کُوفیوں سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی جنہوں نے آلِ رسول کو اور عاشقانِ اسلام کو بُلا کر یزید کے ہاتھوں شہید کرا دیا تھا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 561)

الغرض ہر طرف احرار کی رُسوائی ہوئی۔ کانگریس جس کے روپے پیسے پر احرار پل رہے تھے انہوں نے احرار کو مسلمانوں کا نمائندہ ماننے سے انکار کر دیا، مسلمانوں نے ردّ کر دیا، آپس میں بھی اختلاف پڑ گیا، مولوی ظفر علی خان جو کبھی احراریوں کے ساتھ تھے، وہ گالیاں دینے لگے۔ مولوی ظفر علی خان صاحب نے صرف مجلس احرار کی تذلیل و تحقیر ہی نہیں کی بلکہ ان کی خلافِ احمدیت سرگرمیوں پر بھی زبردست تنقید کی اور جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ احراری لیڈر مولوی مظہر علی صاحب اظہر اپنی کتاب ''ایک خوفناک سازش'' میں لکھتے ہیں:

''مولوی (ظفر علی خاں) نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: احمدیوں کی مخالفت کی آڑ میں احرار نے خوب ہاتھ رنگے۔ احمدیوں کی مخالفت کا احرار نے محض جلبِ زر کے لیے ڈھونگ رچا رکھا ہے، قادیانیت کی آڑ میں غریب مسلمانوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی ہڑپ کر رہے ہیں۔ کوئی ان احرار سے پوچھے۔ بھلے مانسو! تم نے مسلمانوں کا کیا سنوارا؟ کون سی اسلامی خدمت تم نے سرانجام دی ہے؟ کیا بھولے سے بھی تم نے تبلیغ اسلام کی؟ احرار! کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا خاک دھرا ہے؟ تم میں ہے کوئی جو قرآن کے سادہ حروف بھی پڑھ سکے؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔ تم خود کچھ نہیں جانتے تم لوگوں کو کیا بتاؤ گے؟ مرزا محمود کی مخالفت تمہارے لیے فرشتے بھی نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس ایسی جماعت ہے جو تن من دھن اس کے ایک اشارہ پر اس کے پاؤں میں نچھاور کرنے کو تیار ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے؟ گالیاں اور بدزبانی! تُف ہے تمہاری غدّاری پر! لاہور میں مسجد شہید ہوئی تم ٹس سے مس نہ ہوئے.... سوائے چند تنخواہ دار اور بھاڑے کے ٹٹوؤں کے تم کسی کو جیل خانہ نہیں بھجوا سکے۔ **مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں، مختلف علوم کے ماہر ہیں، دنیا کے ہر ایک ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے.... مَیں حق بات کہنے سے باز نہیں رہ سکتا یہ مَیں ضرور کہوں گا کہ اگر تم نے مرزا محمود کی مخالفت کرنی ہے تو پہلے قرآن سیکھو، مبلغ تیار کرو، عربی مدرسہ جاری کرو۔ قادیان میں دو چار مفسدہ پرداز بھیجنے سے کام نہیں چلتا۔ یہ تو چندہ بٹورنے کے ڈھنگ ہیں۔ اگر مخالفت کرنی ہے تو پہلے مبلغ تیار کرو، غیر ممالک میں ان کے مقابلہ میں تبلیغ اسلام کرو.... یہ کیا شرافت ہے کہ.... مرزائیوں کو گالیاں دلوا دیں۔ کیا یہ تبلیغ اسلام ہے؟ یہ تو اسلام کی مٹی خراب کرنا ہے۔''**

(تاریخ احمدیت جلد 7 صفحہ 556-557)

خلافتِ احمدیہ کے خلاف دوسری مخالفانہ تحریک

سامعین! خلافتِ احمدیہ کے خلاف پہلی تحریک 1934ء میں ناکام ہوئی تو احرار مسلسل اس کوشش میں رہے کہ کوئی نہ کوئی موقع پیدا کیا جائے جس سے ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل ہو سکے اور وہ اپنی کھوئی ہوئی سیاسی شہرت بھی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ یہ موقع انہیں 1952ء میں میسر آ گیا۔

یہ تحریک دراصل ایک سیاسی تحریک تھی جس کی کامیابی کے لیے عوام کو اپنے ساتھ ملا کر مذہبی رنگ دے دیا گیا جیسا کہ خواجہ ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان نے تحقیقاتی عدالت میں اس کا اعتراف کیا وہ کہتے ہیں:

”اس تحریک کے پس پردہ وہ لوگ ہیں جو سیاسی اقتدار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میری مراد صوبہ پنجاب کے ان لیڈروں سے تھی جن کے ہاتھوں میں صوبائی حکومت کی باگ دوڑ تھی مجھے برابر اطلاع مل رہی تھی کہ خود وزیر اعلیٰ اور ان کے افسر خود تحریک کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 462)

اس دوسری تحریک کا آغاز مئی 1952ء میں جماعت احمدیہ کراچی کے سالانہ جلسہ کی مخالفت سے کیا گیا۔ اس جلسہ کو روکنے کے لیے ہر طرح کی کوشش کی گئی لیکن اللہ کے فضل سے جلسہ کامیاب ہوا۔ جلسہ کامیاب ہوتا دیکھ کر ہنگامہ آرائی کرنے والوں نے احمدیوں کے املاک کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور اِکّادُکّا احمدیوں کو پکڑ کر مارا پیٹا گیا۔ جون 1952ء میں احرار نے حکومت پاکستان سے تین مطالبات شروع کر دیئے:

1۔ احمدی غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جائیں،

2۔ چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ کے عہدے سے برطرف کئے جائیں،

3۔ احمدیوں کو تمام کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے۔

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 127)

یہ مطالبات تو محض ایک آڑ تھے ورنہ اصل مقصد درپردہ اپنے سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ 1952ء کے موقع پر فرمایا:

”جماعت احمدیہ کے خلاف فتنہ گزشتہ دو سال سے جاری تھا مگر اُس سال اس نے خاص شہرت اختیار کر لی تھی کیونکہ ملک کے بعض عناصر نے اپنی اپنی سیاسی اور ذاتی اغراض کے ماتحت احراریوں سے جوڑ توڑ کرنے اور انہیں ملک میں نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ احمدیت کی مخالفت اور اسی طرح چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی مخالفت تو محض ایک آڑ تھی ورنہ اصل مقصد درپردہ وہ اپنی سیاسی اغراض حاصل کرنا تھا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 371، 372)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ میں مخالفین کے انجام کے متعلق فرمایا:

”یاد رکھو! اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر ماناہے تو تمہیں یقین رکھنا چاہیئے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے۔ مودودی، احراری اور ان کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو ان کا حال اُس شخص کا سا ہو گا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ و باللہ التوفیق۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 486-487)

فروری 1953ء کے آخر میں پنجاب میں بالخصوص اور پورے پاکستان میں بالعموم عام فسادات شروع ہو گئے جس میں حکومتی لوگوں کی املاک کی توڑ پھوڑ کی گئی اور نقصان پہنچایا گیا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ ایک مقدس نام یعنی ختم نبوت کے نام پر کیا جا رہا تھا۔ انہیں ایام میں حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک پیغام میں جماعت کو فرمایا:

”آپ بھی دعا کرتے رہیں، مَیں بھی دعا کرتا ہوں، انشاء اللہ فتح ہماری ہے۔ کیا آپ نے گزشتہ چالیس سال میں کبھی دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے چھوڑ دیا؟ تو کیا اب وہ مجھے چھوڑ دے گا؟ ساری دنیا مجھے چھوڑ دے مگر وہ ان شاء اللہ مجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ سمجھ لو کہ وہ میری مدد کے لئے دوڑا آرہا ہے۔ وہ میرے پاس ہے، وہ مجھ میں ہے، خطرات ہیں اور بہت ہیں مگر اس کی مدد سے سب دور ہو جائیں گے۔“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 492، 493)

خدائی نشان کا ظہور

سامعین! 18مارچ 1953ء گورنر پنجاب کی طرف سے حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ کو نوٹس جاری کیا گیا کہ آپ احرار احمدی تنازع یا جماعت احمدیہ کے خلاف ایجی ٹیشن (agitation) یا اور کسی امر کے بارے میں جس سے مختلف طبقات کے مابین منافرت یا دشمنی کے جذبات کے اُبھرنے کا امکان ہو تقریر کرنے یا بیان یا رپورٹ شائع کرنے سے احتراز کریں۔ باوجود اس کے کہ ان دنوں میں مخالفین پورے جوش و خروش سے جماعت مخالف لٹریچر تقسیم کر رہے تھے اور ہر طرح کے بیان بھی دے رہے تھے لیکن حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے قانون پر عمل کیا اور ساتھ ہی گورنر کو بھی انتباہ فرمایا۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”بے شک میری گردن آپ کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کر لیا اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا۔“

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ 242)

خدا کے خلیفہ کا قول پورا ہوا اور چند دن کے اندر اندر گورنر پنجاب کو برطرف کر دیا گیا۔ اس کی جگہ نیا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے یکم مئی 1953ء کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ 240-247)

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں ہاتھ

شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

انہیں ایام میں قصرِ خلافت کی تلاشی لی گئی اور حضرت مرزا ناصر احمد (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا اور دو ماہ قید رکھا گیا۔ علاوہ ازیں 1953ء میں 6 احمدی شہید ہوئے اور 12 احمدیوں کو اسیر ان راہ مولیٰ کی سعادت نصیب ہوئی۔

تحریک کا انجام

اس مخالفانہ تحریک کا انجام یہ ہوا کہ صوبائی اور مرکزی حکومت ٹوٹ گئی اور تحریک خود ہی سرد پڑ گئی اور اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مخالفین کا کوئی بھی مطالبہ پورا نہ ہوا اور وہ آپس میں لڑ پڑے۔

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ 253)

6مارچ 1953ء کو لاہور میں مارشل لاء کا نفاذ عمل میں لایا گیا جو 15 مئی 1953ء تک رہا۔

1953ء کی مخالفانہ تحریک میں مجلسِ احرار اور جماعتِ اسلامی دونوں ہی سب سے نمایاں اور پیش پیش تھیں اور انہوں نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا لیکن تحریک بُری طرح ناکام ہو گئی اور لیڈر گرفتار کر لیے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ رہا ہوئے تو باہم برسرِ پیکار ہو گئے اور ایک دوسرے کے خلاف قلمی اور لسانی جنگ کا وسیع محاذ کھول دیا۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی امیر و بانی جماعت اسلامی نے احراریوں کی ”تحریک ختم نبوت“ کے متعلق اپنی رائے یہ دی کہ:

”اس کارروائی سے دو باتیں میرے سامنے بالکل عیاں ہو گئیں۔ ایک یہ کہ احرار کے سامنے اصل سوال تحفظِ ختمِ نبوت کا نہیں ہے بلکہ نام اور سہرے کا ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے داؤ پر لگا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رات کو بالاتفاق ایک قرارداد طے کرنے کے بعد چند آدمیوں نے الگ بیٹھ کر ساز باز کیا ہے اور ایک دوسرا ریزولیوشن بطور خود لکھ لائے ہیں جو بہر حال کنونشن کی مقرر کردہ سبجیکٹس کمیٹی کا مرتب کیا ہوا نہیں ہے۔ مَیں نے محسوس کیا کہ جو کام اس نیت اور ان طریقوں سے کیا جائے اس میں کبھی خیر نہیں ہو سکتی اور اپنی اغراض کے لیے خدا اور رسول کے نام سے کھیلنے والے جو مسلمانوں کے سروں کو شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کریں، اللہ کی تائید سے کبھی سرفراز نہیں ہو سکتے۔“

(تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ 515)

احرار اور گورنمنٹ کے متعلق ججوں نے تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں اِن الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار کیا کہ

”احراریوں سے تو ایسا برتاؤ کیا گیا گویا وہ خاندان کے افراد ہیں اور احمدیوں کو اجنبی سمجھا گیا۔ احراریوں کا رویہ اس بچے کا سا تھا جس کو اس کا باپ کسی اجنبی کو پیٹنے پر سزا کی دھمکی دیتا ہے اور وہ بچہ یہ جان کر کہ اسے سزا نہ دی جائے گی اجنبی کو پھر پیٹنے لگتا ہے اس کے بعد چونکہ دوسرے لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں اس لیے باپ محض پریشان ہو کر بیٹے کو مارتا ہے لیکن نرمی سے تاکہ اسے چوٹ نہ لگے۔“

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت اردو صفحہ 422)

اس تحریک میں حصہ لینے والے سب کے سب اپنے انجام کو پہنچے۔ بہت سے مولوی جیلوں میں بند کر دیئے گئے، ختم نبوت کے نام پر جمع ہونے والوں میں روپے کا جھگڑا شروع ہو گیا، ایک دوسرے پر الزام لگائے اور کفر کے فتوے لگائے گئے، مولوی اختر علی خان خلف مولوی ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار نے تحریک میں خوب روپیہ اکٹھا کیا لیکن یہ ڈھنگِ دولت ان کے ہاتھ سے انجام کار جاتا رہا اور ایسی گمنامی کی حالت میں مرے کہ جنازے میں بیس تیس لوگ بھی نہ تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب لیڈر احرار جب فالج کی وجہ سے بیمار پڑے تھے تو خود اپنے متعلق کہتے ہیں:

”جب تک یہ کُتیا (یعنی ان کی زبان۔ ناقل) بھونکتی تھی سارا برصغیر ہندو پاک ارادتمند تھا۔ اس نے بھونکنا چھوڑ دیا ہے تو کسی کو پتہ ہی نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں۔“

(تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 529)

دوسری طرف اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو اپنے وعدوں کے مطابق بے انتہا ترقی عطا فرمائی اور اس مخالفانہ تحریک کے بعد تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے یہ تحریک جماعت کی ترقی کی رفتار کو اور تیز کرنے کے لیے چلائی گئی تھی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی کہ خدا میری مدد کے لیے دوڑا چلا آ رہا ہے لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”دشمن نے انفرادی طور پر بھی کوششیں کیں اور منظم ہو کر بظاہر ایک ہو کر جماعت کے خلاف منصوبہ بندی کرنے کی بھی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے جو آپ علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم) اور پھر فرمایا کہ ”مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا۔“ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648) اس کے مطابق ہم جماعت کو دنیا میں پھیلتا دیکھ رہے ہیں۔ یہ نام نہاد علماء اور مخالفین سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اپنی پھونکوں سے ختم کر دیں گے لیکن نہیں جانتے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مقابل پر جب کھڑے ہوں تو اپنی ہی تباہی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد اور تائید اور نصرت فرماتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19 مئی 2023ء)

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”الٰہی جماعتوں کی یہی تاریخ ہوتی ہے۔ یہ طریق مخالفت کا بھی جاری رہتا ہے۔ اب بھی ایسا ہی ہے اور انہی مخالفتوں میں سے گزرتی ہوئی جماعت ترقی کرتی جاتی ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی رہے گی اور کر رہی ہے۔ مخالفین بھی زور لگاتے ہیں، منافقین بھی زور لگاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے کام پورے کر کے رہتا ہے جو اس نے وعدے کیے ہوئے ہیں وہ پورے کر کے رہے گا۔ ان شاء اللہ۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 مارچ 2022ء)

خدا کا ہاتھ پنہاں ہے خلافت کے ارادوں میں
مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں
خلافت شہپرِ پروازِ آدم کی توانائی
یدِ بیضا خلافت ہے خلافت ہے مسیحائی

(بتعاون: مکرم چوہدری ناز احمد ناصر۔ لندن)

✡✡✡✡